میثاق مدینہ کی اہمیت و افادیت

ڈاکٹر امان اللہ خان

ایک عظیم الشان ریاست کی تاسیس اور تدبیر و تنظیم سرکار دو عالمص کا وہ کارنامہ ہے جس کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ ایک ایسی شخصیت جسے اپنے ہم وطنوں نے وطن چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا ہو ہجرت کے سفر کی مشکلات برداشت کرتے ہوئے سنہ ۱ ھ میں یثرب (مدینہ) پہنچتی ہے اور اس شہر کے چند محلوں پر مشتمل ایک شہری ریاست قائم کرتی ہے۔ یہ ریاست اوسطاً ۲۷۴ مربع میل فی یوم کی بے نظیر سرعت کے ساتھ بڑھ کر دس سال کی قلیل مدت میں دس لاکھ مربع میل ہو جاتی ہے۔ پورا عرب جس میں لاقانونیت اور انتشار کی کیفیت تھی اور جس نے ایک جھنڈے ایک قانون اور ایک حکومت کے ماتحت اکٹھا ہونا سیکھا ہی نہیں تھا یکایک پرچم اسلام کے نیچے متحد و منظم ہو جاتا ہے اور پیغمبر آخر الزماں کی روحانی و سیاسی قیادت کو تسلیم کر لیتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قبائلی عصبیت و قومیت کے بت کو پاش پاش کر کے اسکی جگہ پر ایک عالمگیر برادری قائم کرتے ہیں۔رنگ ، نسل ، خاندان ، زبان ، اور وطن سے بالا تر ایک امت اور ملت کا قیام عمل میں لاتے ہیں۔ غیر مسلموں اور مختلف مذہبی گروہوں کے حقوق و فرائض کا تعین ہوتا ہے۔ ریاست اور شہریوں کے حقوق و فرائض کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

انصاف اور قانون کی حکومت قائم ہوتی ہے اور قانون کے سامنے مساوات کا اصول تسلیم کیا جاتا ہے۔ انتظامیہ ، مقننہ اور عدلیہ کے اصول و ضوابط مرتب

ہوتے ہیں۔ شوریٰ کی فضیلت قائم ہوتی ہے۔ انسانی شرف و عظمت کی حرمت قائم ہوتی ہے۔ شہریوں کی روحانی و اخلاقی ، معاشرتی و معاشی اور تعلیمی و سیاسی زندگی کے ضابطے وضع کرکے ان کا عملی نفاذ کیا جاتا ہے۔ قوانین صلح و جنگ مرتب ہوتے ہیں، خارجہ پالیسی کے اصول اور طریق کار کی نشاندھی کی جاتی ہے۔ الغرض انسانی معاشرے کی تشکیل و تعمیر اور فلاح و بہبود نیز ایک اعلی و ارفع اسلامی فلاحی مملکت کے قیام کے سلسلے میں جتنے بھی ضروری اقدامات ہو سکتے ہیں کئے جاتے ہیں۔

ان سارے موثر انتظامات کا اثر یہ ہوا کہ جب ربیع الاول سنہ ۱۱ ھ میں ہادیٔ دو جہاں اس دنیا سے رخصت ہوئے تو کم و بیش پورا عرب آپ کی سیادت کا دم بھر رہا تھا اور آپ اپنے پیچھے ایک ایسی منظم امت چھوڑ گئے جو اعلی اخلاق، ایثار و اخلاص اور اتحاد و ایمان کی دولتوں سے مالامال تھی۔ رنگ و نسل، خاندان و زبان اور علاقے کے امتیازات سے بالاتر اس ملت نے آپ کے مشن کو جاری رکھا اور پوری نسل انسانی کو اس نئے نظام حیات کی برکتوں سے مالامال کر دیا۔ نتیجةً پورا عالم ایک ایسی خوشگوار تہذیبی و تمدنی تبدیلی سے ہمکنار ہوا جس کی مثال اس سے پہلے تاریخ انسانی میں نہیں تھی۔

ایک نئی ریاست اور جدید معاشرے کی تاسیس و تشکیل کے سلسلے میں میثاق مدینہ کو بڑی اہم اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سنہ ۱ ھ میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو بہت سے مسائل کی طرف فوری توجہ دینے کی ضرورت تھی۔ مثلاً

۱ ۔ اہل اسلام کو یکجا اور متحد کرکے انہیں ایک امت و ملت بنانے کی ضرورت تھی۔

۲ - مسلمانوں کی روحانی و معاشرتی اصلاح و تربیت کا مسئلہ بھی درپیش تھا -

۳ - مدینے میں بسنے والے مختلف گروھوں کے باھمی تعلقات کو منضبط کرنا ایک اھم ترین مسئلہ تھا بالخصوص جب کہ مدینے میں یہود کے دس قبائل اور اوس و خزرج کے بارہ قبائل آباد تھے - اوس و خزرج میں مسلمان بھی تھے اور بت پرست بھی - اوس و خزرج اسلام کی آمد سے پہلے باھم ایک خونریز جنگ میں مبتلا رہ چکے تھے جسے جنگ بعاث کہا جاتا ھے - قبائلی عصبیت پورے زوروں پر تھی -

۴ - اسی طرح سے ایک مسئلہ شہر کی سیاسی تنظیم اور اس کے تحفظ و دفاع کا انتظام تھا -

سرکار دو عالمؐ نے کمال دانائی اور حکمت سے ان تمام مسائل کو پوری کامیابی سے حل کیا -

۱ - اھل اسلام کو رنگ و نسل کے امتیازات سے بالاتر کرکے انھیں رشتہ اخوت میں یہ کہتے ہوئے ''انما المؤمنون اخوۃ،، ، ''و اذ کروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فألف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا،، منسلک کر دیا - خاندانی، قبائلی اور خونی رشتوں پر رشتہ اسلام کو ترجیح حاصل ہوئی اور ایک ایسی نئی ملت تیار ہوئی جو خالص دینی اور انسانی اقدار پر مبنی تھی - اسے ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب ایک قبلے اور ایک ھی مقصد زندگی سے وابستہ کر دیا گیا -

۲ - مسلمانوں کی روحانی و معاشرتی تربیت و اصلاح کے لئے اور ان میں مرکزیت پیدا کرنے کے لئے مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی اور مسجد

مسلمانوں کی روحانی، سماجی، تعلیمی و عدالتی سر گرمیوں کا مرکز و محور قرار پائی۔

۳، ۴۔ مدینے میں بسنے والے مختلف گروھوں کے باھمی تعلقات اور حقوق و فرائض کو متعین و منضبط کرنے کے لئے نیز اس شہر کی سیاسی تنظیم اور تحفظ و دفاع کے لئے ایک تحریری معاھدہ کیا گیا جسے ھم میثاق مدینہ کے نام سے پکارتے ھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاھدے کی اھمیت کے پیش نظر اسے ایک ایسے وقت میں تحریر کروایا جب قرآن حکیم نازل ھو رھا تھا۔ اور صحابہ کرام کو یہ واضح ھدایت تھی کہ وہ آپ سے قرآن حکیم کے سوا کچھ نہیں لکھیں گے۔ اس میثاق کے لئے آپ نے ''کتاب'' اور ''صحیفے'' کے الفاظ استعمال فرمائے جس سے اس دستاویز کی اھمیت کا بخوبی اندازہ ھو جاتا ھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی مشہور کتاب:

The First Written Constitution in the World میں مضبوط دلائل سے یہ ثابت کیا ھے کہ میثاق مدینہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ھے جسے خود ریاست کے حاکم اعلی نے نافذ کیا۔ (۱)

میثاق مدینہ کی تفصیلات کا علم ھمیں مختلف بنیادی اور ثانوی ماخذ و مصادر سے ھوتا ھے۔ وہ اھم بنیادی ماخذ جنھوں نے اس معاھدے کی مکمل تفصیلات درج کی ھیں یہ ھیں:۔

۱۔ محمد ابن اسحاق کی ''سیرت النبویۃ'' جس کا فارسی اور انگریزی ترجمہ دستیاب ھے۔

۲۔ ابن ھشام کی ''السیرت النبویۃ''

۳ - امام ابو عبید القاسم بن سلام کی ''کتاب الاموال،،

۴ - حافظ ابن کثیر کی ''البدایۃ و النہایۃ،،

محمد ابن سعد، البلاذری، ابن جریر طبری، ابن خلدون اور دیگر قدیم مؤرخین نے اس معاھدے کا ذکر ضرور کیا ھے مگر تفصیلات درج نہیں کیں۔ احادیث کی کم و بیش جملہ اھم کتابوں میں اس معاھدے کا ذکر ھے اگرچہ تفصیلات درج نہیں ھیں۔ زرقانی، مقریزی اور لسان‌العرب کے عظیم مصنف ابن منظور نے بھی میثاق مدینہ پر جزوی روشنی ڈالی ھے۔

ثانوی مآخذ میں زیادہ اھم یہ ھیں :-

۱ - ڈاکٹر حمید اللہ ''الوثائق السیاسیۃ،، جس کا اردو ترجمہ ''سیاسی وثیقہ جات،، کے عنوان سے شائع ہو چکا ھے۔

۲ - ڈاکٹر حمید اللہ، ''عہد نبوی میں نظام حکمرانی،،۔

۳ - The First written Constitution in the World

۴ - ولہاوزن اور کیتانی کی کتابیں جن کا ذکر پروفیسر منٹگمری واٹ اور ڈاکٹر حمید اللہ نے کیا ھے۔

۵ - پروفیسر منٹگمری واٹ کی کتاب "Muhammad at Medina"

۶ - مجید خدوری کی کتاب ''War and Peace in the Law of Islam,,

۷ - لیوی کی کتاب ''Social Structure of Islam,,

۸ - قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب ''رحمۃ للعالمین،،

۹ - جسٹس امیر علی کی کتاب ''The Spirit of Islam,,

اس معاھدے کے مستند ہونے میں کوئی شک نہیں۔ بعض اهل علم کا یہ اعتراض کہ اس معاھدے کے ضمن میں محمد ابن اسحاق اپنے سے پہلے

راویوں کا ذکر نہیں کرتا دیگر قوی تاریخی شواہد کی بنا پر رفع ہو جاتا ہے۔ امام ابو عبید القاسم بن سلام (م۲۲۴ھ) بڑے پائے کے قابل اعتماد ثقہ عالم ہیں۔ انھوں نے یہ معاہدہ امام محمد بن مسلم المعروف بابن شہاب زھری (۵۸ تا ۱۲۴ھ) کی سند سے بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی ''کتاب الاموال،، میں یہ عبارت درج ہے : ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عہدنامہ جو آپ نے مدینہ تشریف آوری پر مؤمنین اور مدینہ والوں کے درمیان لکھوایا، جس میں مدینے کے یہود سے مصالحت کا پیمان بھی ہے۔

ابن شہاب کہتے ہیں مجھے روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاہدہ تحریر فرمایا۔(۲)

اس معاہدے کی ایک اہم شق کہ : ''بنی عوف کے یہود بذات خود اور اپنے حلفاء و موالی کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے ساتھ ایک جمعیت ہوں گے . . . . ،، کی وضاحت کرکے امام ابو عبید نے بعد میں آنے والے محدثین کی الجھن دور کردی۔ امام موصوف کہتے ہیں : ''معاہدے کی اس شق سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ دشمنان اسلام کے خلاف (جنگ کی صورت میں) شرط کے مطابق اخراجات کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد کرتے رہیں گے۔ رہ گیا دین کا مسئلہ سو وہ بالکل جدا گانہ ہے۔ اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یہی سبب ہے کہ اس سے آگے ہی آپ نے تصریح فرمادی کہ یہود اپنے دین پر کاربند رہیں گے اور مؤمنین اپنے دین پر،،(۳)

المقریزی کے بیان کے مطابق یہ تحریر شدہ دستور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے لٹکا رہتا تھا۔ آنحضور کے بعد یہ تلوار حضرت علی کو ملی حضرت علی نے اس دستاویز کے حصے کوفہ میں لوگوں کو پڑھ کر سنائے۔(۴)

اس معاھدے کے مستند ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ پوری عبارت میں کوئی بھی ایسی شق نہیں جو اسلام کی پالیسی یا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو۔ مزید برآں یہ ایک مسلسل اور مرتب عبارت ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ اس کا مصنف ایک ہی تھا۔

پھر دور حاضر کے کم و بیش جملہ مستشرقین اور مسلمان اہل علم اس میثاق کے مستند ہونے کے قائل ہیں۔

معاھدے کی تاریخ :

اس معاھدے کی تاریخ کے بارے میں قدیم مؤرخین و محدثین کے ہاں کوئی واضح اختلاف نہیں پایا جاتا۔ سبھی اسے ھجرت مدینہ کے فوری بعد اور غزوہ بدر سے پہلے کا معاھدہ قرار دیتے ھیں۔ امام ابو عبید کہتے ھیں۔

''ھماری رائے میں یہ معاھدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے آغاز کے وقت کیا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اسلام کو استحکام و غلبہ حاصل نہیں ھوا تھا۔ نہ اس وقت تک اھل کتاب سے جزیہ لینے کا حکم صادر ھوا تھا۔ یہ (مدینہ کے) اھل کتاب تین گروھوں پر مشتمل تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ،،(۵)۔

دور جدید کے اھل علم نے میثاق مدینہ کی تاریخ کو بھی موضوع بحث بنایا ھے۔ ولھاوزن اور کیتانی اسے غزوہ بدر سے پہلے کی دستاویز گردانتے ھیں۔ مجید خدوری بڑے یقین سے اسے غزوہ بدر سے پہلے کی دستاویز قرار دیتے ھیں۔(۶) پروفیسر منٹگمری واٹ نے اس ضمن میں فکر انگیز بحث کی ھے اور اس خیال کا اظہار بھی کیا ھے کہ ھو سکتا ھے کہ یہ معاھدہ بنو قریظہ کے خاتمے کے بعد کیا گیا ھو۔ لیکن ساتھ ھی یہ بھی کہہ دیا ھے کہ یہ سب تخمین

و ظن ہی ہے ۔(۷) ڈاکٹر حمیداللہ نے معاہدے کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ رائے قائم کی ہے کہ اس کا پہلا حصہ غزوہ بدر سے پہلے کا ہے اور دوسرا حصہ غزوہ بدر کے بعد کا۔ آپ نے بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور مضبوط عقلی دلائل دئیے ہیں لیکن قدیم مآخذ سے کوئی واضح حوالہ نہیں دیا ۔(۸)

مقالہ نگار کی رائے میں یہ معاہدہ مکمل طور پر غزوہ بدر سے پہلے ہی لکھا گیا ۔ بنو قینقاع جو اس معاہدے کے ایک فریق تھے، انہیں غزوہ بدر کے ایک ہی ماہ بعد اس معاہدے کی خلاف ورزی کرنے پر مدینے سے نکال دیا گیا تھا ۔ ابن اسحاق نے اس واقعے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :۔

''قال ابن اسحاق و حدثنی عاصم بن عمر بن قتادۃ ۔ ان بنی قینقاع کانوا اول یہود نقضوا ما بینہم و بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حاربوا فیما بین بدر و احد،(۹)

(ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی کہ یہودیوں میں سب سے پہلے بنو قینقاع نے اس معاہدے کو توڑا جو ان کے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا اور انہوں نے بدر و احد کی درمیانی مدت میں لڑائی کی) ۔ اسی طرح کا بیان محمد ابن سعد کا بھی ہے ۔(۱۰) یہ عبارت اس بات کو پوری طرح سے واضح کرتی ہے کہ آنحضور نے یہ معاہدہ جملہ یہود سے، جن میں بنو قینقاع بھی موجود تھے، غزوہ بدر سے پہلے ہی کیا تھا ۔ رہ گیا یہ مسئلہ کہ معاہدے کے متن میں باقاعدہ طور پر بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ کا نام درج نہیں ہے تو اس کا ایک واضح جواب یہ ہے کہ ان قبائل کو اوس و خزرج کے حلفاء کی صورت میں معاہدے میں شریک کیا گیا ۔ ان تینوں قبائل کا اوس و خزرج کے ساتھ حلیف ہونا مضبوط تاریخی

شواهد سے ثابت ہے۔ ابن ہشام کی درج ذیل عبارت اس معاہدے پر خوب روشنی ڈالتی ہے۔

''فکانوا اذا کانت بین الاوس و الخزرج حرب خرجت بنو قینقاع مع الخزرج و خرجت النضیر و القریظة مع الاوس یظاهر کل واحد من الفریقین حلفاءُ علی اخوانه،، (۱۱)

(جب کبھی اوس و خزرج میں لڑائی ہوتی تو بنو قینقاع خزرج کے ساتھ نکلتے اور بنو نضیر اور قریظہ اوس کے ساتھ نکلتے اور ان دونوں فریقوں میں سے ہر ایک اپنے اپنے حلیف کی مدد کرتا تھا بمقابلہ اپنے بھائیوں کے)۔

میثاق مدینہ کا متن:

ابن ہشام اور کتاب‌الاموال میں درج شدہ میثاق مدینہ چھوٹے بڑے ملے جلے فقروں پر مشتمل ہے۔ دور جدید کے اکثر علماء نے ان فقروں کو دستوری دفعات کی صورت میں بیان کیا ہے۔ ولہاوزن نے اس دستاویز کو ۴۷ دفعات پر منقسم کیا ہے۔ اکثر مغربی مؤرخین نے اسی تقسیم کو تسلیم کیا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اس دستاویز کی باون دفعات گنوائی ہیں لیکن ایسے قارئین کو جو یورپی مآخذ کا مطالعہ بھی کرتے ہیں الجھن سے بچانے کے لئے ان دفعات کی تعداد ۴۷ ہی رکھی ہے اور بعض بڑی دفعات کو الف اور ب دو اجزا پر تقسیم کر دیا ہے۔

یہ معاہدہ واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلے حصے میں تیئیس دفعات ہیں اور دوسرے میں چوبیس۔ پہلا حصہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات اور حقوق و فرائض کی نشاندہی کرتا ہے جب کہ دوسرا حصہ اہل اسلام اور یہود اور دیگر اہالیان مدینہ کے باہمی تعلقات، حقوق و فرائض

اور دیگر اہم امور کی وضاحت کرتا ہے۔

مقالہ نگار کے نزدیک چونکہ امام ابو عبید القاسم بن سلام کا متن سب سے زیادہ مستند ہے اس لئے ذیل میں وہی درج کیا جاتا ہے۔

* ''یہ محمد نبی و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عہد نامہ ہے جو قریشی اور مدنی مؤمنین و مسلمین کے درمیان نیز ان لوگوں کے درمیان جو ان کی پیروی کرکے ان میں اس طرح آملیں کہ ان کے ساتھ رہیں اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں، یہ سب لوگ مل کر دوسرے لوگوں سے الگ ہو کر ایک جماعت قرار پائیں گے۔

* قریشی مہاجرین اپنے نظام قبیلہ کے مطابق باہم اپنی پہلی دیتیں ادا کریں گے۔ اسی طرح وہ اپنے قیدیوں کا فدیہ مؤمنوں اور مسلمانوں میں مروجہ دستور و انصاف سے ادا کریں گے۔

* بنو حارث بن خزرج اپنے نظام کے مطابق اپنی پہلی دیتیں ادا کریں گے اور ان کا ہر گروہ اپنے قیدی کا فدیہ مؤمنین میں مروجہ دستور و انصاف سے دے گا۔

* بنو ساعدہ اپنے نظام کے مطابق اپنی پہلی دیتیں ادا کریں گے اور ان کا ہر گروہ اپنے قیدی کا فدیہ مؤمنین کے مروجہ دستور و انصاف سے دے گا۔

* بنو جشم اپنے نظام کے مطابق اپنی پہلی دیتیں ادا کریں گے اور ان کا ہر گروہ اپنے قیدی کا فدیہ مؤمنین کے مروجہ دستور و انصاف سے دے گا۔

* بنو نجار اپنے نظام کے مطابق اپنی پہلی دیتیں ادا کریں گے اور ان کا ہر گروہ اپنے قیدی کا فدیہ مؤمنین کے مروجہ دستور و انصاف سے دے گا۔

* بنو عمرو بن عوف اپنے نظام کے مطابق اپنی پہلی دیتیں ادا کریں گے اور ان کا ہر گروہ اپنے قیدی کا فدیہ مؤمنین کے مروجہ دستور و انصاف سے دے گا۔

* بنو نبیت اپنے نظام کے مطابق اپنی دیتیں ادا کریں گے اور ان کا ہر گروہ اپنے قیدی کا فدیہ مؤمنین کے مروجہ دستور و انصاف سے دے گا۔

* اور بنو اوس اپنے نظام کے مطابق اپنی دیتیں ادا کریں گے اور ان کا ہر گروہ اپنے قیدی کا فدیہ مؤمنین کے مروجہ دستور و انصاف سے دیگا۔

* مؤمنین اپنے کسی زیر بار قرضدار کو بے مدد نہیں چھوڑیں گے بلکہ قاعدہ کے مطابق فدیہ، دیت اور تاوان ادا کرنے میں اس کی مدد کرینگے اور یہ کہ تقوی شعار مؤمنین متحد ہوکر ہر اس شخص کی مخالفت کریں گے جو ان میں سے مؤمنوں کے درمیان ظلم، گناہ، زیادتی، سرکشی اور فساد و بغاوت کا موجب ہو گا۔ وہ سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے خواہ وہ ظالم ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

* کوئی مؤمن کسی مؤمن کو کافر کے بدلے قتل نہیں کرے گا اور نہ مؤمن کے خلاف وہ کسی کافر کی مدد کرے گا۔

* مؤمنین دوسرے لوگوں سے الگ آپس میں ایک دوسرے کے مدد گار و کار ساز ہوں گے۔

* یہودیوں میں سے جو بھی ہمارا تابع ہو جائے گا اس کے ساتھ دستور کے مطابق معاملہ اور انصاف و مساوات کا سلوک رکھا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا نہ ان کے خلاف کسی کی مدد کی جائے گی۔

* مؤمنین کی صلح یکساں اور برابر کی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی مؤمن قتال فی سبیل اللہ میں دوسرے مؤمن سے الگ ہو کر صلح نہیں کرے گا، اسے مسلمانوں کے درمیان مساوات و عدل ملحوظ رکھنا ہوگا۔ ہر غازی جماعت

کے افراد آپس میں ایک دوسرے کی جانشینی کریں گے ۔

* تقوی شعار مؤمنین اس معاھدے کی شرائط پر کار بند رھیں گے

* کوئی مشرک قریش کے مال کو پناہ نہیں دے گا اور نہ کسی مؤمن کے مقابلے میں وہ (مشرکین) قریش کی مدد کرے گا۔

* جو کسی مؤمن کا ناحق خون کرے گا اسے مقتول کے بدلے قتل کیا جائے گا الایہ کہ اس مقتول کا ولی اس کے بدلے خون‌بہا لینے پر رضامند ھو جائے اور تمام مؤمنین قاتل کے خلاف رھیں گے ۔

* کسی مؤمن کے لئے جو اس معاھدے کی پابندی کا اقرار کرچکا ھے یا اللہ اور روز آخرت پر ایمان لا چکا ھے یہ جائز نہ ھوگا کہ وہ کسی قانون شکن کی مدد کرے یا اسے پناہ دے۔ جو ایسے مجرم کی مدد کریگا یا پناہ دے گا تو اس پر قیامت کے دن تک اللہ تعالی کی لعنت اور اس کا غضب ھو۔ اس سے نہ توبہ قبول کی جائے گی اور نہ فدیہ۔

* اور تم لوگ جب بھی کسی معاملہ میں باھم اختلاف کروگے تو اس کے فیصلے کے لئے اللہ تبارک و تعالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع ھوگا۔

* مؤمنین جب تک جنگ میں مصروف رھیں گے جنگی اخراجات میں یہودی ان کے شریک رھیں گے ۔

* بنی عوف کے یہود بذات خود اور اپنے حلفاء و موالی کے ساتھ مل کر مؤمنین میں سے ایک جماعت ھوں گے۔(١٢) یہودی اپنے دین پر کاربند رھیں گے اور مؤمنین اپنے دین پر البتہ جس نے ظلم و گناہ کیا وہ اپنے آپ کو اور اپنے

گھر والوں کو تباھی میں ڈالے گا۔

* بنی نجار کے یہودیوں کے لئے بھی وھی کچھ مراعات ھیں جو بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ھیں۔ اور بنی حارث کے یہودیوں کے لئے بھی وھی کچھ ھے جو بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ھے۔ بنی جشم کے یہود کے لئے بھی وھی کچھ ھے جو بنی عوف کے یہود کے لئے ھے اور بنو ساعدہ کے یہود کے لئے بھی وھی کچھ ھے جو بنی عوف کے یہود کے لئے ھے۔ اور اوس کے یہود کے لئے بھی وھی کچھ ھے جو بنی عوف کے یہود کے لئے ھے۔ لیکن جس نے ان میں سے ظلم و زیادتی کی تو وہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو تباھی میں ڈالے گا۔

* اور ان قبائل میں سے کوئی فرد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر (مدینہ سے) باھر نہیں نکلے گا۔

* اس معاھدے کے شرکاء سے جو جنگ کرے تو تمام شرکاء اس کے خلاف آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ رھیں گے اور ھر حال میں مظلوم کی مدد کریں گے۔

* اس معاھدے والوں کے لئے مدینہ کی حدود کا داخلہ علاقہ حرم کی حیثیت رکھے گا۔

* اس معاھدے والوں کے درمیان جو بھی نیا معاملہ یا قانون شکنی کا واقعہ پیش آئے گا جس سے نقصان اور فساد کا امکان ھو تو اس کے فیصلے کے لئے اللہ اور محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

* اور جو یثرب (مدینہ) پر یلغار کرے گا تو یہ معاھدہ کرنے والے باھمی امداد سے اس کے مقابلہ سے جواب دیں گے۔

* ان (مسلمانوں) میں سے جو اپنے حلیف کے ساتھ صلح کرنے کے لئے

یہود کو دعوت دے تو یہود اس سے صلح کر لیں گے۔ اسی طرح اگر وہ (یہود) ہمیں کسی ایسی ہی صلح کی دعوت دیں تو مؤمنین بھی اس دعوت کو قبول کریں گے۔ ہاں اگر وہ حلیف دین (اسلام) سے برسر پیکار ہوں تو اس سے صلح نہیں کی جائے گی۔

* اخراجات میں تمام لوگ اپنے اپنے حصے کے ذمہ‌دار ہوں گے۔

* اوس (قبیلہ) کے یہود بذات خود اور ان کے حامی و حلفاء اس عہد نامہ پر خوبی و عمدگی سے عمل پیرا ہونے والوں کے ساتھ رہیں گے۔

* گناہ کی حدود سے ورے نیکی اور وفاداری ہے۔ ہر کام کرنے والا اپنے عمل کا ذمہ دار ہوگا۔ زیادتی کرنے والا اپنے نفس پر زیادتی کرے گا۔

* اس معاہدہ پر سچائی اور نیکی سے کاربند رہنے والوں (کی پشت) پر اللہ ہے۔

* یہ معاہدہ ظالم اور گناہ‌گار کو اس کے عمل بد کے انجام سے نہیں بچائے گا۔ جو (مدینے سے) باہر نکل جائے وہ مامون رہے گا اور جو (مدینہ) میں بیٹھا رہے گا وہ بھی مامون ہوگا لیکن جو ظلم و گناہ کریگا وہ مامون نہیں رہے گا۔

* اس معاہدے کے (پابند کہلانے کے) زیادہ مستحق وہی ہوں گے جو نیکو کار اور وفادار ہیں۔(۱۳)

میثاق مدینہ کی اہمیت و افادیت :

میثاق مدینہ کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد اس معاہدے کی اہمیت و افادیت کے بارے میں جو اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں وہ یہ ہیں :

۱ - اس معاہدے کی بدولت مدینے کی شہری ریاست کا آغاز ہوا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس ریاست کے سربراہ تسلیم کر لئے گئے اور آپ ایک

بین الاقوامی معاشرہ تشکیل دینے میں مصروف ہو گئے۔

* بقول جسٹس امیر علی یہ معاہدہ آپ کی عظمت کی ایک واضح دلیل ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بقول میور صرف اپنے دور کے ہی عظیم ترین انسان نہیں تھے بلکہ آنے والے تمام زمانوں کی عظیم ترین ہستی تھے۔ آپ نے ایک عظیم مدبر حکومت اور سیاست دان کی طرح مختلف الخیال اور مختلف العقیدہ اور آپس میں منتشر لوگوں کو متحد اور یکجا کرنے کا کام بڑی مہارت سے سر انجام دیا۔ آپ ایک ریاست، ایک کامن ویلتھ اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے میں لگ گئے جو بین الاقوامیت کے اصول پر مبنی تھا۔(۱۴)

۲۔ اسی دستاویز کی بدولت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ و سلم نے عدالتی، تشریعی، فوجی اور تنفیذی اختیارات اپنے لئے محفوظ کر لئے۔

۳۔ آنحضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیاست میں اخلاقی عناصر کو داخل کیا۔ اصل سرچشمہ اقتدار اللہ تعالیٰ کو قرار دیا اور خود اللہ تعالیٰ کے نائب کی حیثیت اختیار کی۔

۴۔ شہریت، تنظیم حکومت، سیاسی رواداری، فراست، اور حکمت عملی کا اظہار بھی اسی معاہدے سے ہوا۔

۵۔ اسی معاہدے کی بدولت مذہبی آزادی کا اصول وضع ہوا۔ نیز جن بنیادوں پر غیر مسلموں سے اتحاد و تعاون ہو سکتا ہے اس کی نشاندھی ہوئی۔

۶۔ اسی معاہدے نے اہل اسلام کے باہمی حقوق و فرائض اور جملہ شہریوں کے آپس میں تعلقات، فرائض اور حقوق کا تعین کیا۔

۷۔ اسی معاہدے نے ظلم، ناانصافی، عدم مساوات اور ایسی ہی دیگر خرابیوں کا سدباب کیا۔ عربوں کے قتل کا بدلہ لینے کا پرانا انفرادی طریقہ

ختم کرکے اسے اجتماعی فریضہ قرار دیا۔

۸ - کمزوروں، ناداروں اور مظلوموں کی داد رسی کا پورا پورا اہتمام بھی اسی معاہدے کی رو سے ہوا۔

۹ - حالت امن اور حالت جنگ کا لائحہ عمل مرتب ہوا۔

۱۰ - یہ معاہدہ قریش کے خلاف ایک مشترکہ اتحاد بن گیا اور دشمنان اسلام کا داخلہ مدینہ میں بند کر دیا گیا۔

۱۱ - مدینہ کو حرم قرار دیا گیا۔ یوں اس نئی شہری ریاست کی حرمت قائم ہوئی اور اس کے داخلی امن اور تحفظ و دفاع کا خاطر خواہ انتظام ہوا۔

۱۲ - قبائل کی باہمی خانہ جنگی کا انسداد بھی اسی معاہدے کی بدولت ہوا۔

۱۳ - اسی معاہدے نے اہل اسلام کے بڑے دشمن مشرکین مکہ اور دوسرے قبائل کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے سے روک دیا۔

۱۴ - اسی معاہدہ نے شہریوں کے اندر قانون، اخلاق، مذہب اور انسانی قدروں کے احترام کا بھرپور جذبہ پیدا کیا۔

۱۵ - اور پھر اسی معاہدے نے اللہ تعالی کے احکام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو حتمی اور فائق حیثیت دے دی۔

ہادی دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ اسی نظام کی بدولت ایک مضبوط اسلامی ریاست اور ایک صالح معاشرہ معرض وجود میں آیا۔

حواشی

(۱) حوالے کے لئے دیکھئے ڈاکٹر حمید اللہ ، دی فرسٹ رٹن کانسٹیٹیوشن ان دی ورلڈ (لاہور ۱۹۷۰ء) صفحات ۴ تا ۹۔

(۲) امام ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال (اسلام آباد، تاریخ نا معلوم) ج ۱، ص ۳۵۹، (اردو)

(٣) کتاب الاموال، ج ١، ص ٣٦٣

(٣) المقریزی، امتاع الاسماع (طبع مصر) ج١،ص ٤٩، ١٠٣، ١٠٧ بحواله
ڈاکٹر حمید اللہ دی فرسٹ رٹن کانسٹیٹیوشن، ص ٣٩ - ٤٠، ٦٨

(٥) کتاب الآموال، ج ١، ص ٣٦٣

(٦) مجید خدوری، War and peace in the law of Islam. " امریکہ (١٩٥٥) ص ٢٠٦

(٧) ملاحظہ کیجئے منٹگمری واٹ، Muhammad at Medina. (لندن ١٩٥٦ ء صفحات ٢٣، ٢٧

(٨) ڈاکٹر حمید اللہ، دی فرسٹ رٹن کانسٹیٹیوشن، ص ٢٢ - ٢٦

(٩) ابن ہشام، السیرت النبویة (مصر ١٩٣٦ء) ج ٣ ص ٥١

(١٠) محمد ابن سعد، طبقات (بیروت ١٩٥٧ء) ج ٢ص ٢٩

(١١) ابن ہشام، ج ٢، ص ١٨٨

(١٢) عربی متن میں ''امة من المؤمنین،، اور بعض روایات کی رو سے ''امة مع المؤمنین،، کے الفاظ ھیں - بعض لوگوں نے ''امت،، کے وہ معنی مراد لینے کی دانستہ یا نادانستہ غلطی کی ہے جو مسلمانوں میں اور خاص کر اردو میں ایک دینی اصطلاح کے طور پر معروف و مروج ھیں - اور جس کے دائرہ میں حلقہ بگوشان اسلام کے سوا کوئی دوسرا فرد یا گروہ نہیں آتا - اردو میں اس فقرے کا ترجمہ ''مؤمنین کی ایک امت،، جیسے فقروں سے کرنا درست نہیں، عربی میں امت کے ابتدائی معنی جماعت گروہ یا ایک ھیئت اجتماعیۂ کے ھیں - حتی کہ پرندوں اور بعض جانوروں کی نوع کے لئے بھی امت کا لفظ استعمال ھوا ہے - اس لئے اس فقرے میں امت کے معنی محض جماعت یا گروہ کے ھیں - میثاق مدینہ میں دفاع اور شہری زندگی کی دیگر ضروریات کے لئے یہود کو مسلمانوں کے ساتھ شامل ایک طبقہ یا گروہ قرار دیا گیا ورنہ دینی پہلو سے الگ ھونے کا ذکر خود اسی شق کے اندر موجود ہے جس کے بعد دوسرے مفہوم کے لئے قطعاً گنجائش باقی نہیں رہتی - (مدیر)

(١٣) کتاب الاموال (ترجمہ) ج ١، صفحات ٣٥٩ تا ٣٦٥

(١٣) حوالے کے لئے ملاحظہ کیجئے، سید امیر علی The spirit of Islam (کراچی ١٩٣٩ء)ص ٥٨

★★★★